41

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔مارچ2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 8 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔مسودہ قانون (ترمیم) قوانین پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 9 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) قوانین پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 10 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔مسودہ قانون قابض مزارعین اور مقرریداروں کو عطائے حقوق مالکانہ، پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون قابض مزارعین اور مقرریداروں کو عطائے حقوق مالکانہ، پنجاب 2011
ایوان میں

پیش کریں گے۔

43

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

سوموار،14-مارچ2011

(یوم الاثنین،8-ربیع الثانی1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں سہ پہر3بج کر45منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝
وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ۝

سُوۡرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 33تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوںoاور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست

ہےOاور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیںO

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

بچپن میرے نبی کا بچپن میرے نبی کا
معصومیت کا ہالہ بچپن میرے نبی کا
بادل محبتوں کا بچپن میرے نبی کا
پھولوں کی طرح اُجلا بچپن میرے نبی کا
سب اچھی عادتوں سے پُر نور اور مزین
سچائی کا حوالہ بچپن میرے نبی کا
آغوش آمنہ سے دن کی طرح اُبھر کر
جگ کو سجانے والا بچپن میرے نبی کا
گھر حارث حلیمہ کا برکتوں سے بھرتا
رعنائیوں کا جھرنا بچپن میرے نبی کا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ ہائرایجوکیشن سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

سابقہ ایم این اے جناب خالد گھرکی، ایم پی اے مہر ارشاد احمد خان سیال کی والدہ ماجدہ اور سابقہ ایم پی اے سید پیر اقبال احمد شاہ کی وفات پر دعائے مغفرت

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سابقہ ایم این اے اور وفاقی وزیر ثمینہ گھرکی صاحبہ کے خاوند خالد گھرکی صاحب پچھلے دنوں وفات پا گئے تھے۔ میری گزارش ہوگی کہ اُن کے لئے دعا کرائی جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مہر ارشاد احمد خان سیال صاحب کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا اُن کے لئے بھی دعا کرائی جائے۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! سید پیر اقبال احمد شاہ سابقہ ایم پی اے بھی وفات پا گئے ہیں اُن کے لئے دعا کرائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، سب کے لئے دعائے مغفرت فرمائی جائے۔

(اس مرحلہ پر سابقہ ایم این اے جناب خالد گھرکی، مہر ارشاد احمد خان سیال ایم پی اے کی والدہ اور سابقہ ایم پی اے سید پیر اقبال احمد شاہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے اُس دن یہ وعدہ فرمایا تھا کہ معزز ممبر معافی مانگیں گے پھر ہاؤس کی کارروائی چلے گی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میرے خیال میں اس بات کو چھوڑ دیں تو کافی بہتری آئے گی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! چھوڑنے والی بات نہیں ہے۔ ہم اپنی ذاتی بات تو چھوڑ سکتے ہیں لیکن اپنی قیادت کے خلاف کوئی بات بھی ignore نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہہ رہی ہیں؟

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں کہہ رہی ہوں کہ اگر میری ذاتی بات ہوتی تو میں ignore کر دیتی۔

جناب سپیکر: اگر وہ یہاں ہیں تو ایوان میں تشریف لے آئیں اور جب وہ تشریف لائیں گے تو پھر اس پر بات ہو گی۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! House in order نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات کیسے کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس ایوان میں اپوزیشن کو سیٹیں الاٹ کی گئی ہیں لیکن ان سیٹوں پر دیکھیں کہ دوسرے معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جو معزز ممبران اپوزیشن کی الاٹ کی گئی سیٹوں پر تشریف فرما ہیں وہ مہربانی کر کے اپنی نشستوں پر تشریف لے جائیں۔

جناب سپیکر: پہلا سوال ظفر ذوالقرنین ساہی صاحب کا ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! جمعہ کے دن ایک معزز ممبر نے ہماری قیادت کے بارے میں انتہائی توہین آمیز الفاظ استعمال کئے تو میں چاہتی ہوں کہ آپ انہیں کہیں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور اس ایوان کے اندر معذرت بھی کریں اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو آپ ان کے خلاف action لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں کیونکہ معزز ممبر جب تک ایوان میں نہیں آ جاتے تو میں ان کے متعلق کیسے کوئی بات کر سکتا ہوں؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ اس طرح زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: زیادتی میں کر رہا ہوں؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ نے اس بات کا شاید حلف اٹھا لیا ہے کہ اس اسمبلی کے اندر جو زیادتی ہوتی ہے اس کا کوئی نوٹس نہیں لینا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میں نے آپ سے بات کی تھی کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ خدا کا خوف کھائیں کیونکہ آپ نے اس دن بھی "لوٹوں" کو ایڈوائزری کمیٹی میں بلا کر زیادتی کی۔۔۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر: ایسی بات کرنے کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔ پہلے شہباز بھٹی صاحب کے بارے میں بات ہونی ہے اور وزیر اقلیتی امور جناب کامران مائیکل کی بات ہو گی اور آپ کے ساتھ بھی بات ہوئی ہے کہ ایجنڈے کے مطابق ہم نے اس اجلاس کو چلانا ہے اور آپ نے وقفہ سوالات کے لئے خود فیصلہ کیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! نہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ نہیں مانتے تو آپ کی مرضی لیکن پہلے شہباز بھٹی کے بارے میں بات ہو گی اور اس کے بعد آپ اپنی مرضی کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ کیسی جمہوری حکومت ہے کہ معزز ممبران اسمبلی کو آج اس اسمبلی میں نہیں آنے دیا جا رہا تھا۔

جناب سپیکر: کس کو اندر نہیں آنے دیا گیا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہمیں آج آپ کا سٹاف اندر نہیں آنے دے رہا تھا۔

(اس مرحلہ پر محترمہ آمنہ الفت اور سیدہ ماجدہ زیدی بھی اپنی نشستوں سے کھڑی ہو کر
محترمہ سیمل کامران کے ساتھ احتجاج کرنے لگیں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب جناب شہباز بھٹی کے متعلق جناب کامران مائیکل بات کریں گے۔ جی، کامران صاحب!

سابقہ وفاقی وزیر اقلیتی امور جناب شہباز بھٹی (مرحوم) کی جمہوری جدوجہد اور خدمات کو خراج تحسین کا پیش کیا جانا

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت ہم مرحوم کو tribute پیش کرنے کے لئے یہاں پر بیٹھے ہیں۔ اگر ہم کسی مرحوم کو اس کی شہادت پر tribute پیش کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام معزز ممبران کو یہاں پر اس شہید کے احترام میں جسے آج پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان tribute پیش کرنے جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبران کی طرف سے یہ احتجاج کرنے کا روّیہ ٹھیک نہیں ہے۔ شہید شہباز بھٹی کے نام سے یہ وقت مختص کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام معزز ممبران کو تسلی کے ساتھ بیٹھ کر بات کو سننا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی معزز خواتین ممبران اپنی نشستوں پر بیٹھ گئیں)

جناب سپیکر: جی، کامران مائیکل!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے بھائی وفاقی وزیر جناب شہباز بھٹی کی خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں سلام پیش کرتا ہوں اور انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں پاکستان کے مسخ شدہ چہرے کو بڑا خوبصورت بنا کر پیش کیا۔ انہوں نے دنیا کو یہ چیز باور کرائی کہ پاکستان صرف انتہا پسندوں کی جاگیر نہیں بلکہ یہاں پر اکثریتی آبادی ملک کی محب وطن majority ہے۔ وہ لوگ majority میں ہیں جو اس ملک کے خیر خواہ ہیں اور وہ اس ملک کی بڑھوتری چاہتے ہیں اور جو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک بڑھے، پھلے، پھولے، ترقی کرے اور خوشحال ہو۔ جناب شہباز بھٹی نے پوری دنیا میں پاکستان کے اس چہرے کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ گو کہ وہ لوگ تھوڑے ہیں اور درحقیقت وہ لوگ minority میں ہیں اور وہ لوگ اس ملک کو آگے بڑھتا ہوا نہیں دیکھ سکتے جو اس ملک میں بدامنی چاہتے ہیں اور جو اس ملک میں دہشت گردی کرنا چاہتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کاوش اور مشن کو ہم سلام اور salute پیش کرتے ہیں جو ہمارا بھائی جناب شہباز بھٹی شہید لے کر آگے بڑھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سانحہ ہے جو کہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ آج ہم پوری دنیا کو کیا منہ دکھا رہے ہیں؟ آج میں یہاں پر تاریخ کے اوراق الٹا کر یہ بات کرنا چاہتا ہوں جو کہ تاریخی بات ہے کہ جس جگہ پر آپ بیٹھے ہیں تو جب 11-اگست 1947 کو پہلی قانون ساز اسمبلی سے قائداعظم محمد علی جناح نے خطاب کیا تو اس جگہ پر اقلیتوں سے تعلق

رکھنے والے پہلے سپیکر جوگندر ناتھ منڈل نے اجلاس کی صدارت کی تھی اور قائداعظم نے اپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ اس ملک کو ایک نیا ملک مل کر بنائیں گے جس کی بنیاد محبت اور اخوت پر رکھیں گے اور جہاں کوئی مسلمان مسلمان نہیں، کوئی ہندو ہندو نہیں، کوئی مسیحی مسیحی نہیں اور کوئی سکھ سکھ نہیں بلکہ ریاست کی نظر میں سب برابر ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ جناب شہباز بھٹی کا بھی یہی قصور تھا کہ انہوں نے اس پاکستان کو قائداعظم کا پاکستان بنانے کی کوشش کی تھی یاdemand کی تھی کہ اس ملک کو قائداعظم کا پاکستان بنادو جس میں تمامminorities اور تمام majorities کا concept محب وطنی کے جذبہ سے سرشار ہونے کی بنیاد پر ہو نہ کہ ذات پات کی بنیاد پر ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم نے ذات پات کے culture کو فروغ دیا اور آج وہ پاکستان جس کا وعدہ قائداعظم نے اقلیتوں کے ساتھ کیا تھا تو آج اقلیتیں اس کا مطالبہ کرتی ہیں اور اسی لئے وہ کہتی ہیں کہ 11۔اگست 1947 کی اس تقریر کو ہمارے آئین کا حصہ بنایا جائے تاکہ ہمارے سلب ہونے والے حقوق اور آج تک سلب ہوتے چلے آرہے ہیں تو ہم ان حقوق کو حصولی میں بدلیں اور حصولی کے بعد منتقلی تک کے عمل کو جاری رکھتے ہوئے ان اقلیتوں کی دہلیز تک پہنچا کر دم لیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج لمحہ فکریہ ہے بحیثیت قوم ہم سب کو سوچنا پڑے گا ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے جناب شہباز بھٹی کے قتل پر آج جگ ہنسائی ہو رہی ہے اور آج دنیا ہمیں تنقید کا نشانہ بنا رہی ہے تو میں یہی بات کہنا چاہتا ہوں جناب شہباز بھٹی کا یہی مشن تھا کہ ہم نے رواداری، اخوت اور بھائی چارے کی فضا کو فروغ دینا ہے۔ ہم نے اس ملک میں رہتے ہوئے مذہبی رواداری کی بنیاد ڈالنی ہے خواہ ہمارا کوئی بھی مذہب، دین، فرقہ کیوں نہ ہو سب سے پہلے ہم پاکستانی ہیں، اس کی فلاح و بہبود، ترقی و خوشحالی میں ہم سب قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جناب شہباز بھٹی کی شہادت کے پیچھے تمام محرکات کو بے نقاب کیا جائے۔ ہم وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ جس انداز میں جناب شہباز بھٹی نے اپنی سکیورٹی کے حوالہ سے اپنے خدشات ظاہر کئے تو انہیں مطلوبہ سکیورٹی فراہم کی گئی اور نہ ہی بلٹ پروف گاڑی دی گئی جو کہ ان کے قتل کا باعث بنی۔ آج یہ پورا معزز ایوان اس سانحہ کی پرزور مذمت بھی کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی پوری دنیا کو باور کراتا ہے کہ ہم آج سے یہ عہد کرتے ہیں چونکہ ایسے لوگ جب شہید ہوتے ہیں اور جب ایسے لوگ اپنے خون

سے اس ملت اور اس دھرتی کو رنگ دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ شہادتیں رائیگاں نہیں جاتیں۔ ہم جناب شہباز بھٹی کے اس vision کو اور اس مشن کو بھی رائیگاں نہیں جانے دیں گے اور اس ملک کو ایسا ملک بنائیں گے جو قائد اعظم کا حقیقی ملک ہو جس میں اقلیتوں کے حقوق اسی تناسب سے ہوں گے جیسے majority اور minority کا ہمارا رشتہ آج کا نہیں ہے بلکہ یہ رشتہ صدیوں پر محیط ہے اور صدیوں سے بھائی چارے کی فضا فروغ پاتی چلی آ رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج چند شر پسند عناصر اس محبت میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن بحیثیت قوم آج ہم نے عہد تصدیق کرنا ہے کہ ہم مل کر اپنے ملک کو ان اوچھے ہتھکنڈوں سے آزاد کرائیں گے۔ دہشت گردی کے خلاف ہم سب مل کر اپنے بھائی شہباز بھٹی کی طرح اس ملک کے مقدر کو اجاگر کریں گے۔ میں آخر میں بائبل مقدس کی اس آیت کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

"کل نیا چاند ہے اور تو یاد آئے گا کیونکہ تیری جگہ خالی رہے گی۔"

بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، جناب خلیل طاہر سندھو!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اپوزیشن لیڈر!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم بھی شہباز بھٹی کے غم میں برابر کے شریک ہیں، وہ ہمارے بھی بھائی تھے اور ہمارے قائد جناب آصف علی زرداری نے یہ کہا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حملہ مجھ پر ہے۔ انہوں نے ایک بات کی ہے جس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ وفاقی حکومت نے شہباز بھٹی صاحب کو proper سکیورٹی مہیا کی ہوئی تھی۔ جب وہ اپنی والدہ کے پاس جاتے تھے تو وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی کو پتا نہ چلے کہ میری والدہ یہاں رہتی ہیں۔ وہ وہاں سکیورٹی کے بغیر گئے جس کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا۔ اس کے باوجود ہم آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ یہ ہمارا نقصان ہے، ملک کا نقصان ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم ان کی خدمات کو بھی سلام پیش کرتے ہیں۔ میں اس پورے ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ وفاقی حکومت بھرپور طریقے سے اس کی انکوائری کر رہی ہے اور انشاء اللہ جو ذمہ دار لوگ ہوں گے ان تک ضرور پہنچیں گے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں ایک بات ہاؤس کے سامنے عیاں کرنا چاہتا ہوں کہ شہباز بھٹی صاحب کو جس طرح سے life threats مل رہی تھیں انہوں نے دو مرتبہ Interior Minister کو تحریری درخواست دی تھی۔ گورنر پنجاب کا murder ہوا اس کے باوجود بھی ان کو سکیورٹی فراہم نہیں کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بالکل عیاں ہے اور اس میں سکیورٹی lapses موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جن معزز ممبران نے اس پر بات کرنی ہے میں ان کے نام پڑھ دیتا ہوں۔ جناب خلیل طاہر سندھو، مسز نجمی سلیم، جناب عامر سہوترا، جناب پرویز رفیق اور انجینئر شہزاد الٰہی۔ ان سب کو پانچ پانچ منٹ کے لئے موقع دیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کامران مائیکل صاحب جو فرما رہے ہیں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ شہباز بھٹی صاحب ہمارا اثاثہ تھے، نقصان بھی ہماری پارٹی کا ہوا ہے اور ہمیں افسوس بھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بات کر دی ہے اور سب کو افسوس ہے، آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کو چاہئے کہ ہمیں ٹائم دیں۔ شہباز بھٹی ہمارا اثاثہ تھے، ہمارا حصہ تھے، ہمارے بھائی تھے، ہمارے ساتھی تھے، وہ لبرل فورسز کا حصہ تھے اور وہ fundamentalist نہیں تھے۔ یہ لوگ تو دہشت گردوں کو پناہ دینے والے لوگ ہیں اور یہ ہمیں بتاتے ہیں کہ لبرل کون ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ This is not a point of order شاہ صاحب! بڑی مہربانی، اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، سندھو صاحب! (شور وغل)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بہت شکریہ

میرے شہر وچ آکے جناں گھر گھر بین پوائے
پہرے داراں کولوں پچھو کیہڑے رستے آئے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ ان کے بارے میں بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں اسی کے بارے میں بات کروں گا اور میں پہرے داروں کی بات کروں گا۔ ان کی شہادت سے قبل میں

ان سے ملا۔ میں کسی کو blame نہیں دیتا لیکن میں سچائیاں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو minority کے دوست پیپلز پارٹی میں بیٹھے ہیں وہ میری بات سن لیں کیونکہ وہ بھی میری بات کو second کریں گے۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: نہیں کریں گے، نہیں کریں گے۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! کون سی پر اسرار وجوہات تھیں کہ ان کو منسٹر کالونی میں گھر نہیں دیا گیا، آخر کیوں، ان کو bullet proof گاڑی نہیں دی گئی، آخر کیوں؟

جناب سپیکر: اب آپ relevant ہو جائیں، کیا کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ایک انٹرنیشنل گرین کارڈ ہوتا ہے جس کے بارے میں یہاں میرے بہت سے بھائیوں اور بہنوں کو نہیں پتا۔ اگر کوئی بندہ یہ کہتا ہے کہ مجھے سکیورٹی نہ دی جائے تو انٹرنیشنل گرین کارڈ ہوتا ہے جس کے تحت اس کو invisible سکیورٹی دی جاتی ہے۔ اگر وہ اپنی ماں سے ملنے گئے تھے تو وہ گرین کارڈ یہ کہتا ہے کہ اس کو invisible سکیورٹی دی جائے گی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے۔۔۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ ان کی خدمات کا ذکر کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ مجھے سب سے پہلے اس پورے ہاؤس کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ مجھے اپنے تمام مسلم بھائیوں اور بزرگوں کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے شہباز بھٹی کی شہادت پر ہم سے سوگ کا اظہار کیا ہے۔ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ تمام لوگوں نے ان کی شہادت پر نیشنل اور انٹرنیشنل سطح پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔

آنکھیں پگھل رہی ہیں مگر رو نہیں سکا
یہ شہر اپنے غم سے رہا ہو نہیں سکا
اس رات آسمان کی رنگت عجیب تھی
اس رات اپنے گھر میں کوئی سو نہیں سکا

جناب سپیکر! میرے تین منٹ ہوئے ہیں، دو منٹ ابھی رہتے ہیں کیونکہ آپ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شہباز بھٹی اگر اقلیتوں کی بات کرتا تھا تو وہ صرف اس لئے کرتا تھا کہ جب پاکستان جو ہماری دھرتی ہے، ہماری ماں ہے اور جس گاؤں سے میں تعلق رکھتا ہوں یہاں پر حاجی اسحاق صاحب میرے پڑوسی بیٹھے ہیں ہم اس گاؤں میں 129 سالوں سے ہیں۔ ہم مسیحی لوگ پاکستان بننے سے پہلے یہاں موجود ہیں۔ جب باؤنڈری کمیشن بنا تو پانچ مسیحی ممبر تھے اور آپ کی نشست پر دیوان بہادر ایس پی سنگھا ہوا کرتے تھے جن کی تصویر آپ کے کمرے میں بھی لگی ہوئی ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح بانی پاکستان ان کے پاس گئے اور کہا کہ ہم نے ہندوستان میں رہ کر اقلیتوں کا کرب دیکھا ہے لہذا آپ باؤنڈری کمیشن کے سامنے پاکستان کے حق میں ووٹ دیں۔ 177 ممبران تھے جن میں پانچ مسیحی ممبران تھے اور ان پانچوں نے including دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا تھا۔ یہاں بیٹھے ہوئے میرے دوست میری بات کو second کریں گے کہ پھر یہ پنجاب پاکستان کا حصہ بنا۔ ہم اس ملک میں burden نہیں ہیں بلکہ ہم blessing ہیں۔ ہم تمام minorities اس بات کا عہد کرتی ہیں کہ یہ ہماری دھرتی، ہماری ماں چاہے جتنی مرضی قربانی مانگے، دہشت گرد یا انتہا پسند اور کتنی گولیاں چلائیں گے؟ ہم نے پاکستان بنایا تھا، ہم پاکستان بنائیں گے اور ہم پاکستان کے وفادار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سکیورٹی level پر نہیں جانا چاہتا، میرے پاس دو لیٹر بھی ہیں جب شہباز بھٹی صاحب کو سرعام دھمکیاں مل رہی تھیں اور سکیورٹی lapse ہوئے میں اس بارے میں بھی بات نہیں کرنا چاہتا، جب منسٹر کالونی میں گھر نہیں ملا میں اس بارے میں بھی بات نہیں کرنا چاہتا، ان کو bullet proof گاڑی بھی نہیں ملی میں اس بارے میں بھی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور ان کے گاؤں کا سکول جس کا نام پہلے گورنمنٹ ہائی سکول ہوتا تھا یہ تمام ممبران کی کوششوں سے کامرن مائیکل صاحب کے نام یہ نوٹیفکیشن ہوا ہے، اب اس سکول کا نام "گورنمنٹ شہباز بھٹی بوائز ہائی سکول" رکھا ہے اور یہ اس گاؤں کا نام بھی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں صرف آخری بات کرکے اجازت چاہوں گا کہ:

اسیں لانا سی ونڈ دا بوٹا
تے ویہڑے وچ بندوق اُگ پئی

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نجمی سلیم!

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہان ملک!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اتنی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سندھو صاحب اور کامران مائیکل صاحب نے جو بات کی ہے۔ شہباز بھٹی صاحب ہمارے بھائی تھے، شہادت اور قربانی پیپلز پارٹی کا وتیرہ رہا ہے۔ ہم شہباز بھٹی صاحب کو خراج تحسین ضرور پیش کرتے ہیں لیکن میں یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ دو دفعہ یہ بات دہرائی گئی ہے تو میں ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جو سکیورٹی شہباز بھٹی صاحب کے پاس تھی چونکہ وہ اپنی والدہ کے پاس گئے تھے تو وہ وہی سکیورٹی ساتھ نہیں لے کر گئے کیونکہ سکیورٹی کی دو گاڑیاں ان کے پاس تھیں۔ اس issue کو toss نہ کیا جائے وہ شہید تھے، ان کو شہید ہی رہنے دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! اب آپ اپنی بات ختم کریں۔ جی، محترمہ نجمی سلیم صاحبہ!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، نجمی سلیم صاحبہ!

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پھر آپ ہی نہیں چاہتے کہ اس پر کوئی بات کی جائے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ قائد تحریک اور چیئرمین آل پاکستان مینارٹی الائنس، ممبر ایگزیکٹو کمیٹی پاکستان پیپلز پارٹی، شہید حق اور شہید راہ حق شہباز بھٹی اس ملک کا ایک اثاثہ تھے۔ پہلے میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس پر debate رکھی ہمیں اور سارے ہاؤس کو اس پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ میری آپ کے توسط سے تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ہمیں ایک سنجیدہ روّیہ اپنانا چاہئے۔ رہ گئی بات point scoring کی تو ہر اس شخص کو جو اس ایوان میں بیٹھا ہے اسے بولنے کا حق ہے اور آپ نے اسے موقع دینا ہے کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ ہم ان کو مینارٹی میں محدود کریں۔ He is and he was our national hero. (نعرہ ہائے تحسین)

میری گزارش ہے کہ اس کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ نجمی سلیم صاحبہ!

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! شکریہ۔2-مارچ2011 کو پاکستان کے مرکز میں وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی شہید کے خون سے مذہبی انتہا پسندوں اور دہشتگردوں نے ہاتھ رنگے، ان کے قتل پر جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ جہاں تک دیکھا گیا ہے کہ پاکستان میں نہ صرف قومی سطح پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی ان کی جو شناخت آج ظاہر ہو رہی ہے، پاکستان کے اندر انتہا پسندی، مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی سے جو چہرہ پاکستان کا بن چکا تھا شہید حق، فخر اقلیت شہباز بھٹی صاحب نے اپنی کاوشوں سے پاکستان کے اس مسخ شدہ چہرے پر اس کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے ہر طرح سے کوشش کی۔ قائد تحریک شہباز بھٹی پاکستان میں امن کے سفیر تھے۔ انہوں نے interfaith harmony اور امن کو فروغ دیا۔

جناب سپیکر! شہید قائد محروم اور محکوم طبقوں کی نمائندگی کرتے تھے، وہ بے آوازوں کی آواز تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان میں تمام اقلیتوں کے نمائندہ تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہوں نے پاکستان کے اندر ان اقلیتوں کے لئے جو جدوجہد اور تحریک کا آغاز کیا تھا وہ آج سے 25 اور 26 سال پہلے اس تحریک کا آغاز کیا گیا تھا اس تحریک کے اندر بھی جس عزم اور جذبہ کے ساتھ اس تحریک کا آغاز ہوا تو وہ شہادت کا جذبہ تھا۔ میں اپنے قائد جناب شہباز بھٹی کو ان کی شہادت پر سلام پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے اس عزم کو عملی جامہ پہنایا۔ ان تمام تر ہتھکنڈوں اور دھمکیوں کے باوجود جو انہیں پاکستان میں حکومت کا حصہ ہوتے ہوئے بھی ملتی رہیں لیکن قائد تحریک شہباز بھٹی صاحب انتہائی دلیری، جرأت اور ہمت کے ساتھ ان تمام مسائل اور مشکلات کا ہر طرح کے حالات میں مقابلہ کرتے ہوئے انہوں نے قوم کا مقدمہ لڑا۔ میں یہاں پر اس چیز کو واضح کرنا چاہتی ہوں کہ قائد شہید کا جو vision اور mission تھا وہ صرف اقلیتوں کے لئے نہیں بلکہ وہ پاکستان کا مشن تھا۔ پاکستان کے لئے ترقی کا مشن تھا، پاکستان میں رواداری کا مشن تھا۔ ان کا مشن تھا کہ پاکستان میں رواداری ہو، مذہبی انتہا پسندی ختم ہو اور پاکستان میں رہنے والے تمام شہری یکساں اور مساوی حقوق کے حق دار ہوں لیکن شاید یہ تمام چیزیں جو قائد شہید نے اس مشن کے لئے جاری رکھیں اور اس جدوجہد کو جاری رکھا شاید ان لادین قوتوں کو اس چیز کا علم تھا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ جنہوں نے پاکستان کو روز اول سے ناپسند کیا، اس کی مخالفت کی اور یہاں تک کہ قائد اعظم کو انہوں نے کافر اعظم کہا اور پاکستان کو کافرستان کہا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان دہشت گردوں اور مذہبی انتہا پسندوں نے جس طرح سے قائد شہید کا قتل کیا، ان

کا خون بہایا یہ پاکستان کے چہرے پر ایک ایسی کالک ملنے کے برابر ہے جس کا ایک اور چہرہ تھا جس کے لئے وہ کوشاں تھے۔ میں یہاں پر اس چیز کا بھی اعادہ کرتی ہوں کہ قائد شہید جو اس تمام جدو جہد کے اندر 63 سالہ تاریخ میں واحد اقلیتی رہنما ہے جنہوں نے بھرپور طریقے سے اپنی قوم کی نمائندگی کی اور عملی طور پر وہ اقدامات کئے جو کہ آج تک آنے والے کسی بھی ممبر نے نہیں کئے تھے۔ گزشتہ تین سال کے اندر انہوں نے ملازمتوں میں اقلیتوں کے لئے پانچ فیصد کوٹا منظور کروایا اور سینیٹ کا ادارہ جو کہ اقلیتوں کے لئے no go area تھا تو موجودہ حکومت کے اندر اپنی کاوشوں سے چار سیٹیں مختص کروائیں۔ اس کے علاوہ ان کے اور اقدامات جس میں 11۔اگست کے دن کو اقلیتی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ تمام مذہبی اقلیتوں کے تہوار جو ہیں انہیں سرکاری سطح پر منایا جانا یہ بھی ان کے اقدامات میں سے ایک قدم ہے۔ اس کے علاوہ تمام غیر مسلم قیدیوں کے لئے جیلوں کے اندر ان کے لئے عبادت گاہوں کی منظوری یہ بھی ان کے اہم ترین اقدامات میں سے ایک قدم تھا۔ مذہبی مقامات کی حفاظت کے لئے اقدامات کی منظوری دینا یہ ان کے تمام ان اقدامات میں سے تھے جو اس سے پہلے ناممکن تھے۔

جناب سپیکر! شہید قائد کی زندگی ایک جہد مسلسل تھی۔ انہوں نے اپنے موقف اور اپنے اصول کی جو بنیاد رکھی تو وہ یہی تھی کہ قائد کا پاکستان، بانی پاکستان کا پاکستان۔ مجھے افسوس ہے کہ کیا قائد شہید کا یہی جرم تھا جس کو ناپسند کیا گیا کہ پاکستان کے اندر ترقی ہو، پاکستان کے اندر امن ہو، پاکستان کے اندر بھائی چارہ ہو، تمام لوگ پاکستان کی ترقی چاہیں، پاکستان میں سب لوگ برابری کی سطح پر رہیں اور ان کو یکساں اور مساوی حقوق حاصل ہوں۔

جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوسناک واقعہ ہے جس میں ایک ایسے شخص کی آواز کو بند کیا گیا جو محترمہ شہید کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ میں یہاں پر اس چیز کو بھی باور کرانا چاہتی ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی ایک ایسی جماعت ہے جن کے وہ رکن بھی تھے اور محترمہ شہید کے بااعتماد ساتھیوں میں سے ایک تھے۔ آج قائد شہید کا وہ مشن اور vision جو انہوں نے ہمیں اور ہمارے کارکنوں کو ایک درس کے طور پر دیا کہ اپنے اندر commitment دلیری اور جرأت پیدا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ ہم نے اسی vision کے تحت جس طرح سے پاکستان پیپلز پارٹی میں محترمہ بینظیر بھٹو شہید نے جمہوریت کی بحالی کے لئے اپنی جان قربان کی اور آج جس طرح یہ بتایا جاتا ہے کہ شہادتیں پاکستان پیپلز پارٹی کے حصہ میں آئیں تو یہ شہادتوں کا سفر اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ان کا مشن کامیابی تک نہیں پہنچتا کیونکہ یہی vision قائد شہید کا تھا، کامیابی یا پھر

شہادت، تو ہم سمجھتے ہیں کہ شہادتوں کا یہ سفر ان کے خون کے ساتھ ہمارا یہ pledge ہے کہ ہم نے اس مشن کو جاری رکھنا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ جی، جوئیل عامر سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں آج کے اس دِن میں کسی ایوان، کسی بھی معزز رکن، کسی بھی صوبائی اور وفاقی حکومت کا شکریہ اس لئے ادا نہیں کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے شہباز بھٹی کی شہادت کے موقع پر ہاؤس میں بحث کرانے کی اجازت دی۔ یہ شکریہ ادا کرنے کا وقت نہیں بلکہ لمحہ فکریہ ہے۔ آج یہاں پر قائداعظم کی 11۔اگست 1947 کی تقریر کا حوالہ دیا گیا جبکہ اس تقریر کو کئے ہوئے 63 سال گزر چکے ہیں اور آج بھی ہم اُنہی راستوں پر چل کر وطن کے ساتھ اپنی وفاداری کا یقین دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج میں آپ کی بجائے قائداعظم محمد علی جناح سے مخاطب ہو کر ان سے چند گزارشات کرنا چاہوں گا کہ جس پاکستان کا وعدہ آپ نے ہمارے ساتھ کیا تھا، جس پاکستان کے وعدے کی تکمیل پر ہمارے کرسچئین ایم پی ایز نے جب پنجاب میں سر سکندر حیات کی حکومت تھی اور قائداعظم محمد علی جناح کو سب سے زیادہ اس بات کی فکر تھی کہ ہم نے صوبہ پنجاب کے ہاؤس میں پاکستان کے حق میں قرارداد منظور کرانی ہے تو ہمارے اس وقت کے سپیکر ایس پی سنگھا نے اپنا فیصلہ کن ووٹ پاکستان کے حق میں دیا تھا۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: نمازِ عصر کے لئے بیس منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نمازِ عصر کی ادائیگی کے لئے 20 منٹ تک کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نمازِ عصر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 5-00 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، جوئیل عامر سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں وقفہ نماز سے پہلے گزارش کر رہا تھا کہ پنجاب اسمبلی میں پاکستان کے حق میں قرارداد پاس ہوئی تھی اور اس حوالے سے ایس پی سنگھا صاحب جب Boundary Commission کے سامنے اپنا بیان قلمبند کرانے کے لئے پہنچے تو ان سے یہ پوچھا گیا کہ انہوں نے قیام پاکستان کے حق میں پاس ہونے والی قرارداد میں اپنے vote کا کیوں استعمال کیا ہے؟ انہوں نے اُس وقت Boundary Commission کے سامنے بڑے تاریخی الفاظ کہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ:

"صدیوں تک برصغیر میں مسلمان بطور اقلیت مظالم کا شکار رہے ہیں اور ہم نے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کے حق میں اپناvoteاستعمال کیا ہے کہ جب پاکستان میں مسلمان اکثریت میں آئیں گے اور ہم اقلیت میں ہوں گے تو انہیں ان مظالم کا احساس ہوگا جن کا شکار اقلیتیں رہتی ہیں۔"

جناب سپیکر! انہوں نے اس خدشے کا اظہار بھی کیا تھا کہ میں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے شاید آنے والے وقت میں تصویر کا دوسرا رُخ سامنے آئے۔ وقت نے اس بات کو سچ ثابت کیا کہ جن لوگوں نے پاکستان بنانے کی مخالفت کی تھی اور جنہوں نے قائداعظم کے خلاف نازیبا تقاریر کی تھیں آج وہی اس پاکستان کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اس ملک کو بنانے والے ہیں، ہمیں کوئی مہاجر ثابت نہیں کر سکتا۔ اس وطن کو بنانے میں میرے آباؤاجداد نے شاید آپ سے بھی زیادہ کردار ادا کیا تھا۔ بہت بدقسمتی ہے کہ گوجرہ جیسے واقعات پیش آتے ہیں اور شہباز بھٹی کی شہادت ہوتی ہے، ہم اس کا جنازہ اٹھاتے ہیں لیکن پھر بھی ہم سے ہی اچھائی کی توقع کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! اس ملک سے مسیحیوں کی وفاداری کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ شہباز بھٹی شہید کے جنازے کی جب رسومات شروع کی گئیں تو دعائیہ کلمات کی بجائے ہم نے پاکستان کا قومی ترانہ پڑھ کر اس ملک کے ساتھ اپنی وفاداری کا اظہار کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم سے اور کیا چاہئے؟ قیام پاکستان سے پہلے دوسری طرف سے ہمیں بہت زیادہ offers تھیں اور ہمیں بہت زیادہ آسائشوں کا لالچ دیا گیا لیکن ہم نے وہ سب کچھ ٹھکرا کر اس ملک پاکستان کے لئے دوسروں سے زیادہ قربانیاں دیں۔ آج62/63 سال گزرنے کے بعد ہم قائداعظم سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں وہ پاکستان کدھر گیا کہ جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر! شہباز بھٹی کی شہادت صرف ایک شخص کی شہادت نہیں، یہ ایک انفرادی موت نہیں بلکہ اس ایک قتل، اس ایک شہادت نے پاکستان کے soft image کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ہم چاہے جتنی بھی justifications دیتے رہیں، ہم جتنی صفائی دیتے رہیں کہ ملک میں اقلیتوں کو مکمل تحفظ حاصل ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان واقعات کے بعد اقلیتوں میں عدم تحفظ کا احساس بڑھا ہے۔ آج تمام سیاسی جماعتوں کو مل بیٹھ کر اس بات کا فیصلہ کرنا ہوگا، صرف زبانی کلامی نہیں بلکہ عملی طور پر ثابت کرنا ہوگا کہ ہم نے کس طرح اقلیتوں کو قائداعظم کا وہ پاکستان لوٹانا ہے کہ جس کا وعدہ قائداعظم محمد جناح نے 1947 میں ہم سے کیا تھا؟

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش کرنے کے بعد اجازت چاہوں گا کہ کم از کم تاریخ پاکستان کے نصاب میں ان مسیحی MLAs, MNAs کے کردار کو ضرور اجاگر کیا جائے کہ جنہوں نے پاکستان کی تکمیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بد قسمتی سے آج کی نسل اس بات سے قطعی طور پر واقف نہیں ہے کہ پاکستان کو بنانے میں مسیحیوں کا کیا کردار تھا؟ میں شہباز بھٹی صاحب کی نذر ایک شعر کرنے کے بعد آپ سے اجازت چاہوں گا۔

ہم اپنے خُون سے جلائیں گے راستوں کے چراغ
پھر ان چراغوں سے اک کہکشاں بنائیں گے
جہاں جہاں بھی بہا ہے لہو شہیدوں کا
وہیں وہیں پہ بنائے حیات ڈالیں گے

بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی۔ جناب پرویز رفیق!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!

جی چاہندا اے مرن توں پہلاں ایسا نگر میں ویکھاں
جس دے لوکی اک دوجے توں ذرا نہ نفرت کردے ہون
جس دے حاکم زر دے پچھے سپاں وانگ نہ لڑدے ہون
تے جتھے لوکی مرن توں پہلاں روز روز نہ مردے ہون

جناب سپیکر! میں آج اس معزز ایوان سے قائد تحریک شہباز بھٹی Chairman All Pakistan Minorities Alliance شہید حق کے قتل کی پُرزور مذمت کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان نے متفقہ طور پر ان کے قتل پر ایک مذمتی قرارداد منظور کی ہے۔ میں وزیر اعظم پاکستان، صدر پاکستان، وزیر اعلیٰ پنجاب، چودھری شجاعت حسین، تمام سیاسی، سماجی تنظیموں، تمام بین الاقوامی تنظیموں اور بین الاقوامی forums کا بھی اس ہاؤس کی وساطت سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے قائد تحریک شہباز بھٹی سابقہ وفاقی وزیر اقلیتی امور کے اس المناک قتل پر اپنے concern اور ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

جناب سپیکر! شہباز بھٹی کیا چاہتے تھے؟ جس طرح میرے ساتھی معزز ممبران نے یہاں پر بتایا ہے میں بھی آج پھر بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی اس سوچ کو دہراؤں گا۔ 11۔ اگست 1947

کو پہلی دستور ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ "آپ اس مملکت پاکستان میں آزاد ہیں۔ آپ کا کسی بھی ذات، عقیدے، مذہب یا فرقے سے تعلق ہو، کاروبار مملکت کا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔" انہوں نے مزید فرمایا کہ "ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب اس ملک کے یکساں اور برابر شہری ہیں۔" قابل غور بات ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "ہم سب اس ملک کے یکساں اور برابر شہری ہیں۔" جب قائد تحریک شہباز بھٹی شہید نے یہ محسوس کیا کہ پاکستان میں ایک ایسی سوچ develop ہو رہی ہے جو کہ پاکستان کو مذہبی انتہا پسندی کی طرف لے کر جانا چاہتی ہے۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ پاکستان کی محب وطن اقلیتوں بالخصوص مسیحیوں کو دیوار سے لگانے کی سازش کی جا رہی ہے تو انہوں نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی وہ تقریر جو کہ انہوں نے پہلی دستور ساز اسمبلی میں کی تھی کا کتبہ اٹھایا اور فیصل آباد کی سڑکوں سے لے کر اسلام آباد تک تمام محب وطن لوگوں کو یہ پیغام پہنچانے کا بیڑا اٹھایا۔ پاکستان کے محب وطن، ترقی پسند، اعتدال پسند اور جمہوری لوگوں کے لئے شہباز بھٹی شہید کی شہادت کا دن ایک سیاہ ترین دن تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں آج یہ سوچنا ہے کہ بحیثیت قوم اور بحیثیت ملک ہماری direction کس طرف جا رہی ہے؟ شہباز بھٹی کو جہاں قتل کیا گیا وہاں سے ملنے والے لٹریچر پر پنجابی طالبان درج تھا اور اُس پر یہ موقف تھا کہ جو شخص گستاخ رسول ﷺ کے قانون کے خلاف بات کرے گا ہم اُس کا سر تن سے جدا کر دیں گے، یقیناً میں اس جذبے کو سراہتا ہوں لیکن یہ اُس وقت ہو جب پاکستان پینل کوڈ میں قانون موجود نہ ہو لیکن پاکستان پینل کوڈ میں 295BC کا قانون موجود ہے۔ شہباز بھٹی گستاخ رسول ﷺ کے قانون کے اس حد تک خلاف نہیں تھے وہ اور گورنر سلمان تاثیر بھی یہ چاہتے تھے کہ اس قانون کے غلط استعمال کو روکا جائے۔ ہم تمام انبیاء کرام کا احترام کرتے ہیں اور شہباز بھٹی نے سب سے زیادہ علماء کرام، دینی جماعتوں اور سیاسی جماعتوں سے مشاورت کی اور اس کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کی تنظیموں کو بھی اعتماد میں لیا۔ یہ بات سمجھنے والی ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو اس ملک کو مذہب کے نام پر یرغمال بنا رہے ہیں۔ گورنر کو قتل کرنے والے شخص کے گلے میں اگر یہاں پر ہار پہنائے جائیں گے تو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی رُوح تڑپے گی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ قاتل کو وکلاء اور مذہبی انتہا پسند ہار پہنا رہے ہیں جبکہ اس حوالے سے ملک میں قانون موجود ہے۔

جناب سپیکر! شہباز بھٹی کے قاتل پکڑے جائیں گے اور انشاء اللہ ان کو سزا ملے گی لیکن گورنر سلمان تاثیر، شہباز بھٹی اور شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ اگر ہم

نے ترقی پسند سوچ رکھنے والوں، اعتدال پسند سوچ رکھنے والوں اور بانی پاکستان محمد علی جناح کی سوچ رکھنے والوں کا یہ حشر کرنا ہے تو پھر ہم آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ ہم اسی ملک کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں اس لئے ہمیں کینیڈا، امریکہ یا یورپ سے کبھی نہ جوڑا جائے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا جینا مرنا اور ہمارا خمیر اسی مٹی سے ہے لہذا ہمیں اپنے روّیے درست کرنے ہوں گے۔ ہم چند ووٹوں اور اقتدار کی خاطر ان انتہا پسند مذہبی جماعتوں کو الیکشن میں اپنے ساتھ لے لیتے ہیں جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو سالمیت اور ترقی کی ضرورت ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی اقتدار میں رہے، نواز شریف اقتدار میں رہے یا کوئی بھی سیاسی جماعت اقتدار میں رہے، اگر پاکستان ہوگا تو پھر ہی اقتدار ہوگا۔ آج پوری دنیا سوال کر رہی ہے کہ شہباز بھٹی کو کس سوچ نے مارا ہے؟ یہ سوال نہیں کیا جا رہا کہ شہباز بھٹی کو کس شخص نے نہیں بلکہ یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ شہباز بھٹی کو کس سوچ نے مارا ہے؟ وہ سوچ ہم نے پیدا کی ہے اور ہم نے ہی اس سوچ کو ختم کرنا ہے۔ میں نے 295-BC کے قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے اس اسمبلی میں قرارداد جمع کرائی کہ عددی حساب سے پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کے جمہوری ایوان کی طرف سے وفاقی حکومت کو قرارداد بھیجیں تاکہ ہم وفاقی حکومت کو support کر سکیں۔ آپ اور جناب ڈپٹی سپیکر اس چیز کے گواہ ہیں کہ لاء منسٹر نے میرے ساتھ جیسا روّیہ رکھا اُس روّیے کی بدولت مجھے 2۔مارچ کو اپنے محبوب قائد کی نعش ان کندھوں پر اٹھانا پڑی اور اُس روّیے کی وجہ سے وہ قرارداد آج بھی pending ہے۔ ایک مسیحی، ایک ہندو اور نہ ایک مسلمان ہونے بلکہ ایک پاکستانی ہونے کے ناتے میری یہ گزارش ہے کہ اس قرارداد کا اقتباس پڑھا جائے اور فیصلہ کیا جائے کہ اُس قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے یا نہیں۔ ہم مولانا فضل الرحمٰن کے شکر گزار ہیں کہ شہباز بھٹی کے قتل ہونے کے بعد انہوں نے بھی یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اس قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے اس قانون پر نظر ثانی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے سانحہ گوجرہ میں جب سات بے گناہوں کی نعشیں اُٹھائیں تو وزیراعلیٰ صاحب اُدھر کہہ کر آئے تھے کہ ہم اس قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے حکمت عملی بنائیں گے اور آپ کا ساتھ دیں گے۔ اس قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے حوالے سے میری اور سہوترا صاحب کی قرارداد اس ایوان میں pending ہے۔ اس ایوان کا سب سے پہلا اور آخری سپیکر ایس پی سنگھا اقلیتوں سے تعلق رکھتا تھا، آج میں اس ایوان سے کہہ رہا ہوں کہ ہمیں جانوں کے نذرانے دینے سے کوئی دریغ نہیں لیکن جب اس ملک کی سلامتی کی بات ہوگی، جب اس ملک کے تحفظ کی بات ہوگی

اور جب اس ملک کی ترقی کی بات ہو گی تو ہم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے رہیں گے اور یہ ہمارا وتیرہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا چلوں کہ 1947 میں ہندوستان سے زخمی حالت میں جب ہمارے بھائی آ رہے تھے تو پہلا طبی امدادی کیمپ یونائیٹڈ کرسچیئن ہسپتال میں لگایا گیا تھا۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح جب اپنی زندگی کے آخری ایام میں تھے تو مسز ڈینئل نامی میری ایک مسیحی بہن نے کوئٹہ کے اندر زیارت میں ڈیوٹی دے کر اُنہیں سنبھالا۔ مجھے فخر ہے کہ ہمارے مسیحی تعلیمی اداروں نے دہشتگرد پیدا نہیں کئے بلکہ آج کے وزیراعظم گیلانی صاحب، آج کے وزیراعلیٰ پنجاب اور اعلیٰ عہدوں پر تعینات بے شمار لوگوں کو ہمارے مسیحی تعلیمی اداروں نے پیدا کیا ہے۔ ہم نے ہمیشہ اُس سوچ کی مخالفت کی ہے اور اُس سوچ کی مخالفت کرتے ہوئے قائدِ تحریک شہباز بھٹی نے ہمیں کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ آپ gun اُٹھائیں بلکہ انہوں نے یہ ضرور کہا تھا کہ آپ ظلم، مذہبی انتہاپسندی اور ملک کو توڑنے والی قوتوں کے خلاف آواز بلند کریں۔ پورے اخبارات گواہ ہیں کہ 1995 میں شہباز بھٹی نے pin point کیا تھا کہ مریدکے میں لشکر طیبہ کے تربیتی سنٹروں میں لوگوں کو تربیت دی جارہی ہے کہ وہ اس ملک میں مذہبی انتہاپسندی کو فروغ دیں اور اس ملک میں قائداعظم کی سوچ رکھنے والوں کا قلع قمع کریں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میرے بھائی اس طرح تو نہ کہیں کہ وہاں پر دہشت گردی کی تربیت دی جارہی ہے کیونکہ وہاں پر اچھے کام بھی ہو رہے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! اگر میرے بھائی دہشت گردی کو اچھا کام کہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے کام انہی کو زیب دیتے ہیں، ہمیں زیب نہیں دیتے۔ کوئی مذہب یہ نہیں کہتا کہ لوگوں کو قتل کرنا اچھا کام ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس دنیا میں اسلام سے بڑھ کر سلامتی کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ ان کو اس واقعہ سے صدمہ ہوا ہے، ہم اس کو condemn کرتے ہیں کیونکہ ہم دہشت گردی کے خلاف ہیں اور ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں لیکن میری request ہے کہ یہ اپنے جذبات پر قابو رکھیں اور غلط بات نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، پرویز رفیق صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!صرف تقریریں اس چیز کو ختم نہیں کر سکتیں، ہمیںspecial initiativesلینے ہوں گے جو ہمیں یہاں سے شروع کرنے ہیں۔آج پورا پنجاب نہیں بلکہ پورا پاکستان سوچ رہا ہے یا ان کے ذہنوں میں نقش کر دیا گیا ہے کہ شہباز بھٹی شہید گستاخ رسول کے قانون 295-B,C کے خلاف تھے؟ نہیں ایسا نہیں تھا بلکہ وہ تو اس کے غلط استعمال کے خلاف تھے۔ میری گزارش ہے کہ اگر اس ایوان میں قائداعظم کی تصویر لگ سکتی ہے تو ہمارا مطالبہ ہے کہ 11۔اگست 1947 کو کی گئی تقریر کوConstitutionکےpreambleکا حصہ بنایا جائے۔ ہم مطالبہ کر سکتے ہیں یا اپنے سینے پر اس تقریر کو بڑے بڑے حروف میں لکھ کر لائیں تو یہاں سامنے قائداعظم دیکھ رہا ہوگا کہ ہمیں کیسا پنجاب اور کیسا پاکستان چاہئے۔

جناب سپیکر!میں چاہتا ہوں کہ پنجاب میں جتنے بھی 295-B,C کے واقعات ہوئے ہیں سارے معصوم اور بے گناہ تھے۔ ہم تو ایسا سوچ ہی نہیں سکتے اور ہمارے تو ہوش ہی اس طرف نہیں جاتے۔ ہم تو یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ ہم کسی نبی کی توہین کر سکتے ہیں۔نعوذ باللہ یہ ہم سے ہو نہیں سکتا۔

جناب سپیکر!ہمیں پنجاب میں مذہبی انتہا پسندی کی سوچ کو روکنا ہے۔اس ملک میں دہشت گردی کی جو لہر ہے ہمیں اسے روکنا ہے اور اس کے لئے ساری سیاسی جماعتوں کو مل بیٹھنا چاہئے۔ میرے لئے یہ قابل فخر ہے کہ میں نے 27سال شہباز بھٹی شہید کے ساتھ بطور کارکن کام کیا ہے۔وہ ہمیشہ کہتے تھے کہ ہماری بات کوئی مانے یا نہ مانے ہم نے اس ملک میں قائداعظم کے فرمودات کو فروغ دینا ہے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں گزارش کروں گا کہ میری وہ قرارداد جو میں نے اس ایوان میں جمع کرائی ہے، جو سپیکر صاحب نےpendingرکھی ہوئی ہے۔اس شہادت کے بعد اس قرارداد کو متفقہ طور پر اس ایوان میں پاس کیا جائے تاکہ ہم آئندہ لاشیں نہ اٹھائیں۔اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ شہباز بھٹی شہید کے خون سے کون وفادار ہے اور کون اس شہید کے خون کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔اب میں نے گیند ان کے کورٹ میں پھینک دیا ہے کہ 295-B,C کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے میں نے جو قرارداد جمع کرائی ہوئی ہے اگر یہ ایوان اس کو منظور نہیں کرتا تو پھر سب کے چہرے بے نقاب ہو جائیں گے۔ میں اپنی تقریر ایک شعر کے ساتھ ختم کروں گا کہ:

ہم اپنے خون کی سرخی اک صبح سہانی لکھ دیں گے
ٹوٹیں گی ظلم کی زنجیریں ہم ایسی کہانی لکھ دیں گے

آئیں گی بہاریں گلشن میں گل رنگ فضا بھی مہکے گی
جب شام کی ساری تحریریں صبح کی زبانی لکھ دیں گے

جناب سپیکر! وزیر اعظم نے شہباز بھٹی شہید کے گاؤں کو model village بنانے کے لئے اعلان کیا ہے اور راجہ صاحب نے اس کو second کیا ہے۔ میں ضلع فیصل آباد سے ان کا کارکن ہوں، میں ان کے اس سارے پروگرام کو co-ordinate کروں گا۔ اس پر میں وزیر اعظم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ہم آج اس عظیم شخص کے بارے میں اس ایوان میں بات کر رہے ہیں جس نے قائداعظم محمد علی جناح کی اس بات کو آگے بڑھایا کہ اس ملک میں تمام لوگ بلاامتیاز رنگ و نسل برابر ہوں گے۔ شہباز بھٹی بھی یہی چاہتا تھا کہ اس ملک میں بھائی چارے کی فضا کو تقویت دی جائے لیکن آج بھی وہ لوگ پاکستان میں اپنے پورے جوش اور ولولے کے ساتھ اپنی کارروائیوں میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ جو اس وقت پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناح کو غلط القابات سے نوازتے تھے یہ ان کی سوچ ہے۔ میرے ساتھیوں اور دوستوں نے بہت باتیں کی ہیں لیکن میں ان باتوں کو نہیں دہراؤں گا لیکن میں یہاں پر ایک بات ضرور کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو آج بھی اس ملک پاکستان کو نقصان پہنچانے کے چکر میں لگے ہوئے ہیں ان کو support and favour حکومتیں نہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ممکن نہیں۔ اس کو mind set کہتے ہیں اور یہ mind set کون کرتا ہے، جب گوجرہ کا واقعہ ہوتا ہے تو جس بندے کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی جاتی ہے وہ ایک جماعت کا تحصیل صدر ہوتا ہے۔ جب ہم سڑکوں پر نکلتے ہیں تو جوڈیشل انکوائری کرائی جاتی ہے لیکن اس انکوائری کا کیا فائدہ ہوا؟ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو تاریخ میں اس سے بڑی discrimination نہیں ملے گی کہ ان لوگوں کو promote کر کے کسی کو DIG اور کسی کو کمشنر بنا دیا گیا یہاں تک کہ ایک بندہ جس کو جوڈیشل انکوائری میں صوبہ بدر کیا گیا تھا اس کو حکومت نے CCPO لاہور لگا دیا۔ اس سے بڑی زیادتی اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ حکومتیں ان لوگوں کو favour نہیں کرتیں۔ میں اپنے ان بھائیوں سے پوچھتا ہوں جو آج بڑے جوش اور ولولے سے باتیں کر رہے تھے کہ جب ان کے علاقہ وارث پورہ میں دو نہتے مسیحیوں کا قتل کیا گیا تو اس وقت یہ کہاں تھے؟ یہاں پر باتوں سے نہیں عمل سے ثابت کرنا ہوگا کہ "ہاں" ہم قائداعظم محمد علی جناح کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!اس سے بڑی discrimination اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم سپریم کورٹ کے بارے میں بڑے زور وشور سے کہتے ہیں کہ اس کے فیصلوں کو مانیں گے لیکن سپریم کورٹ نے رنگ محل سکول کے حوالے سے ایک فیصلہ دیا کہ یہ سکول مسیحیوں کا ہے اسے واپس کیا جائے۔ اس کی implementation کے لئے سیکرٹری سکول ان احکامات کو مان نہیں رہا۔ میں جب یہ معاملہ ایوان میں لے کر آیا تو یہاں سے وہ معاملہ مجلس قائمہ کو بھیج دیا گیا جہاں ایک ایڈیشنل سیکرٹری کہتا ہے کہ میں thrash out کر رہا ہوں تو اس کو کیا اختیار ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے فیصلوں کو thrash out کرے؟

جناب سپیکر!جب یہ باتیں ہوں گی تو پھر ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ minorities آزاد ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ انسان جب ایک دفعہ مر جاتا ہے تو پھر اُس کی کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ میں آپ کو حلفاً کہتا ہوں کہ پنجاب اور پاکستان کے مسیحی روزانہ سینکڑوں دفعہ صرف discrimination کی وجہ سے مرتے اور جیتے ہیں۔ جب ہم اس طرح کے mind set میں بات کریں گے تو کس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم قائد اعظم محمد علی جناح کے mission کو آگے لے کر چل رہے ہیں؟ اگر کوئی بات کرتا ہے تو اُس کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جب ہم اُن دہشت گردوں کے ساتھ بیٹھ کر ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اُن کو support کریں گے تو پھر آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کی بات مانیں گے بلکہ وہ وہی کام کریں گے جو پاکستان بنتے وقت اُن کا mission تھا کہ پاکستان نہ بننے دیا جائے اور آج بھی وہ لوگ پاکستان کو توڑنے کے چکر میں لگے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے التماس ہے کہ یہاں پنجاب اسمبلی کے ذریعے پنجاب اور پورے پاکستان کے لوگوں کو بھائی چارے اور رواداری کا message جانا چاہئے۔ ہمارے لوگ سمجھتے ہیں کہ جب بھی یہ حکومت آئی ہے انہوں نے سب سے پہلے ہمیں علیحدہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور کہا کہ شناختی کارڈ میں ہمارا علیحدہ خانہ بنایا جائے۔ بشپ جان جوزف نے انہی زیادتیوں کے سلسلے میں اپنے آپ کو shoot کیا لیکن اب ہم لاشیں اٹھا اٹھا کر تھک گئے ہیں۔ مجھے شہباز بھٹی کا قصور بتایا جائے، کیا اُس کا قصور یہ تھا کہ وہ انسانیت کی بات کرتا تھا؟ اگر ہم دیکھیں تو مسیحیت میں بائبل مقدس کے باب 12 کی آیت 14 میں رومیو کے نام خط میں لکھا ہے کہ "اپنے ستانے والوں کے واسطے برکت چاہو اور لعنت نہ کرو" ہمارا کلام تو ہمیں یہ کہتا ہے کہ جو آپ کو تنگ کرتے ہیں یا ستاتے ہیں اُن کے لئے برکت چاہو بلکہ لعنت بھی نہ کرو تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم کسی کے بارے میں یہ سوچ بھی سکیں۔ ہم ایک انسان کے

بارے میں ایسا نہیں سوچ سکتے تو انبیاء اور ایک پیغمبر کے بارے میں کس طرح سوچ سکتے ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جن کا mind set ہوتا ہے اور mind set حکومتیں کرتی ہیں۔ اگر اُن لوگوں کو حکومتی آشیر باد نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس طرح کا کام کر سکیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پچھلے دورِ حکومت میں جب کرسمس کا تہوار آتا تھا تو وہ اپنی جیب میں چُھری رکھتے تھے تاکہ جہاں بھی کیک کاٹنے کی تقریبات آئیں تو ہم وہاں پر یہ message دے سکیں کہ ہم اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں لیکن آج لوگ اپنی جیب میں چُھریاں ہمارے گلے کاٹنے کے لئے رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر پر اپنی student life کا ایک واقعہ یہاں پر ضرور share کرنا چاہتا ہوں کہ اُن دنوں دو جماعتیں ہوا کرتی تھیں تو وہ جب آپس میں لڑ پڑتیں تو اُن میں ایک بہت کمزور کارکن تھا اور جب اُس کے ساتھی چلے آتے تو دوسری جماعت کے ساتھیوں کے ہاتھوں ہمیشہ پٹتا کیونکہ وہ اُن کا کچھ کر نہیں سکتا تھا لیکن ایک دفعہ وہ وقت آیا کہ وہ اُن کے آگے کھڑا ہو گیا پھر جو لوگ اُس کی پٹائی کرتے تھے وہ اُس کے نام سے خوف کھانا شروع ہو گئے۔ بعد میں وہ لاہور کا ایک نامی گرامی بندہ بنا۔ وہ لوگ جو اُس کی پٹائی کرتے تھے اُس کو باپ تصور کرنے لگے۔ مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ اتنے ظلم ہم پر نہ کئے جائیں کہ ہم بھی سب اقوال بھول کر اُس بندے کی طرح کھڑے ہو جائیں۔ چونکہ ہمارا مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا اس لئے ہمارے ہاتھ بندھے ہیں۔ ہمارے جذبات تو بہت ہیں لیکن ہمارے ہاتھ ہمارے مذہب نے باندھے ہوئے ہیں۔ میری آپ سے ایک humble request ہے کہ اس ایوان کے ذریعے شہباز بھٹی کو شہید declare کریں۔ آپ نے شہباز بھٹی کے حوالے سے خاموشی تو کروا دی لیکن اُس کے لئے دعا کیوں نہیں کرائی گئی، کیا ہم خدا کو ماننے والے نہیں ہیں؟ یہ ساری باتیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک discrimination کی عظیم مثالیں ہیں جو آپ کے دَور میں ہو رہی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے دَور کو مسیحی لوگ ہمیشہ ہمیشہ سیاہ دَور کے نام سے یاد رکھیں گے۔ میں آخر پر ایک شعر کہوں گا کہ:

مل کر سب کیوں نہ وفاداری کا پیماں کریں
اپنے اخلاق سے اپنے ایمان پر احساں کریں
یہ تعصب کا محلہ عداوت کی فضا
کیوں نہ انساں کو انساں کا نگہباں کریں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ محترمہ نیلم جبار صاحبہ!

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں بھی شہباز بھٹی صاحب کی ناگہانی بے وقت وفات پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں معمولی سی بات کرنا چاہوں گا کہ ہم سب نے مذمت بھی کی ہے لیکن میں دُکھ اور افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ یہاں پر کہا گیا کہ یہ ایک سوچ کا نتیجہ ہے۔ یہ درست ہے کہ اس سوچ نے داتا دربار پر بھی حملہ کیا، اس سوچ نے سکولوں پر بھی حملہ کیا، اس سوچ نے کئی لوگوں کو شہید کیا اور چند دن پہلے فیصل آباد میں جو دھماکا ہوا وہ بھی اسی سوچ کا ایک نتیجہ تھا۔ بحیثیت ایک جمہوری پاکستان ہم لوگ اکثریت سے اس سوچ کی مذمت کرتے ہیں۔ میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں مسیحی برادری کے میرے دوست بہت دکھی ہیں لیکن وہ اپنے دکھ کے اندر یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کے ساتھ discrimination ہو رہی ہے۔ میں انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اُن کے ساتھ کوئی discrimination نہیں ہو رہی بلکہ اُن کے ساتھ قلیل تعداد کے وہ لوگ جو اسلام اور انسانیت کے بھی دشمن ہیں اگر وہ ایسی حرکتیں کر رہے ہیں تو اس میں ہم بھی اُن کے دشمن بن کر اُن کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ نیلم جبار صاحبہ!

محترمہ نیلم جبار چودھری: جناب سپیکر! ابھی تک اسمبلی کے اندر شہباز بھٹی صاحب کے قتل کے حوالے سے بہت ساری تقریریں ہو گئی ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس کے اوپر سیاست نہ کی جائے۔ اگر دیکھا جائے تو پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین نے جتنی قربانیاں اس ملک کے عوام کی خاطر اور جمہوریت کی خاطر دی ہیں میں یہ نہیں سمجھتی کہ کسی بھی دوسری پارٹی کے قائدین نے اتنی قربانیاں دی ہیں۔ شہباز بھٹی کا قتل بھی اُسی قربانی کی ایک لڑی ہے جو شہید ذوالفقار علی بھٹو سے شروع ہوئی ہے جو آج تک چلی آ رہی ہے۔ یہ کہا تو جاتا ہے کہ یہ ملک مسلم لیگ نے بنایا لیکن اُس کے بعد یہ بات کیوں بھول جاتی ہے کہ اگر یہ ملک مسلم لیگ نے بنایا ہے تو اُس مسلم لیگ کا آج وجود بھی نہیں ہے لہذا میں یہ

کہنا چاہوں گی کہ اُس تصویرِ پاکستان کے خاکے میں ہماری پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین نے اپنے خون سے رنگ بھرے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جہاں تک مذہب کی بات کی جاتی ہے تو اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ ہمارا مذہب اسلام ہمیں رواداری سکھاتا ہے۔ ہمارا مذہب تو امن سکھاتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔آج اس ایوان کے اندر ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم اپنے مذہب کے نام پر پوری دنیا کو ایک غلط message دینے جارہے ہیں تو اسے ہمیشہ کے لئے ختم کرنا ہوگا اور میں سمجھتی ہوں کہ آج وہ وقت آچکا ہے کہ ہم سب پارٹیاں اکٹھے ہو کر بجائے اس issue پر سیاست کرنے کے مل کر بیٹھیں تاکہ اس issue کا کوئی حل نکالا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، خواجہ اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جناب شہباز بھٹی کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ وہ ایک پاکستانی تھے اور اس کا نقصان نہ صرف national بلکہ international level پر بھی اتنا ہی ہے اور میں یہاں بڑے دکھ سے کہوں گا کہ اس ناقابل تلافی نقصان کا اندازہ آپ کو آنے والے دنوں میں ہوگا۔ مجھے بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہم ان کی وراثت کو ٹکڑوں میں بانٹ رہے ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ وہ میرا تھا اور دوسرا کہہ رہا ہے کہ وہ میرا تھا تو میں ان کے بارے میں صرف اسی بات پر اکتفا کروں گا کہ:

جس کی تقسیم نے بھائی میرا چھین لیا
آگ میں پھینک دو وراثت ایسی
(نعرہ ہائے تحسین)

وہ پاکستانی تھے، پاکستان کے بیٹے تھے، وہ ہمارے بھی بھائی تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی میراث میں اقلیتوں کا بھی اتنا ہی حق ہے تو میری اپنے بھائیوں سے گزارش ہوگی کہ وہ اسے پاکستان کا نقصان سمجھتے ہوئے پاکستان کے لئے بات کریں اور کسی کی نشان دہی کرنا کہ مزار داتا صاحب میں ایسا ہوا اور وہاں پر مسلمان ایسا کر رہے تھے اور مسیحی ایسے تھے نہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وہ پاکستانی تھا اور پاکستان کا نقصان ہوا ہے اور ہمیں اس بات سے سبق لینا چاہئے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس اور تحاریک استحقاق کے لئے بھی وقت مقرر تھا لیکن آپ کی مرضی۔
جی، راجہ ریاض صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! جمعہ کے دن میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ میاں شہباز شریف کو اس ایوان کو جواب بھی دینا پڑے گا اور انہیں قائد ایوان کی حیثیت سے یہاں آنا بھی پڑے گا۔ وہ مغل بادشاہ ہیں اور انہوں نے میری اس بات کا بڑا بُرا منایا ہے۔ میں کل ٹی وی پر دیکھ رہا تھا، انہوں نے ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ میں کسی کو جواب دہ نہیں اور میں صرف اللہ کو جواب دہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس ایوان کے استحقاق کو مجروح کیا ہے۔ یہاں پر جواب رانا ثناء اللہ صاحب کو نہیں دینا، یہاں پر جواب شوکت بسراء کو نہیں دینا۔ (شور و غل)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹے، لوٹے"
جبکہ معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈاکو، ڈاکو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میں معزز ممبران اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور قائد حزب اختلاف کی بات توجہ سے سنیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): یہ ایوان پنجاب کے آٹھ کروڑ عوام کے منتخب نمائندوں کا ایوان ہے جسے پنجاب کے آٹھ کروڑ عوام نے بنایا ہے اور آئین اٹھا کر دیکھ لیں کہ قائد ایوان اس ایوان کے سامنے جواب دہ ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں میاں شہباز شریف صاحب کو کہنا چاہتا ہوں کہ اب وہ وقت گیا جب ڈاکٹر توقیر وزیر اعلیٰ بن کر یہاں پر معزز ممبران کی حاضریاں لگاتا تھا۔ یہ سندھ میں ہوتا ہے نہ خیبر پختونخواہ میں، نہ بلوچستان میں ہوتا ہے اور نہ ہی وفاق میں کہ چیف منسٹر خود تو ایوان میں نہ آئے بلکہ ان کا سیکرٹری آکر اس ایوان کے معزز ممبران کی تذلیل کرے۔ صرف (ن) لیگ نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے ایوان کی تذلیل ہے کہ ایک 18 ویں گریڈ کا آدمی گیلری میں بیٹھ کر ان منتخب نمائندوں کی حاضری لگائے۔ ڈاکٹر توقیر چیف منسٹر سن لو! یہ جو تم نے one man show چلایا ہوا ہے اور ان معزز ممبران کی تذلیل کرنے کا جو ٹھیکہ لیا ہوا ہے اس کا تمہیں حساب دینا پڑے گا۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہتا ہوں اور اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سے ڈرتے ہوئے کہتا ہوں کہ جو غرور اور تکبر میں نے میاں شہباز شریف میں دیکھا ہے تو ہم اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار "توبہ، توبہ" کہتے رہے)

ہماری دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا "تخت لاہور" قائم رکھے اور ہماری supportان کے ساتھ ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار "آمین" کہنے لگے)

لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات سے ڈرنا اور اللہ کی مخلوق اور اللہ تعالیٰ نے جن کو عزت دی، حلقے کے لوگوں نے انہیں منتخب کر کے بھیجا تو ان کا احترام کرنا کوئی بُری بات نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

حلقوں سے منتخب ہو کر آنے والے معزز ممبران اسمبلی کے ساتھ ہاتھ نہ ملانا، ان سے ملنے سے انکار کرنا اور اپنے سیکرٹریوں سے ان کی بے عزتی کرانا اس پر میں صرف ایک بات کہوں گا اور کچھ نہیں کہوں گا کہ میاں صاحب! سیاست آنے جانے والی چیز ہے۔ ہم سب اس پنجاب کے عزت دار لوگ ہیں اور آپ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ چاہے مسلم لیگ (ن) کے ایم پی ایز ہوں، (ق) لیگ کے ہوں یا پیپلز پارٹی کے ہوں تو انہیں عزت دار انسان سمجھیں اور ان کی عزت کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے اس غرور کی وجہ سمجھ نہیں آتی کہ کیا سارا بلوچستان فتح کر لیا ہے، کیا سندھ کو فتح کر لیا ہے جہاں پر ان کی ایک سیٹ بھی نہیں ہے، کیا خیبر پختونخواہ کو فتح کر لیا ہے یا وفاق کو فتح کر لیا ہے؟ پنجاب میں 130 سیٹیں تھیں اور 40 آزاد ارکان کو ساتھ ملا کر باقی پیپلز پارٹی کی مدد سے وزیر اعلیٰ بنے ہیں اور اب جب پیپلز پارٹی نے چھوڑا ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: نکالا ہے، نکالا ہے---

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): نکالا ہے۔ جی، نکالا ہے---

MR SPEAKER: Order pleas, order please.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹے، لوٹے" کی نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اب جب پاکستان پیپلز پارٹی کو نکالا ہے، پاکستان پیپلز پارٹی کو اٹھا کر، دھکا دے کر پھینکا ہے اس پر میں اُن کا اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایک بار اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھ لیں کہ ہم سے علیحدہ ہونے کے بعد رسوا کون ہوا ہے اور سرخرو کون ہوا ہے؟

میرے کم عقل دوستو! کیوں اتنی رسوائی سے ڈر گئے ہو؟ اگر کسی کی تسلی نہیں ہوئی تو ایک پروگرام "ڈارلنگ" چلا ہے وہ رات کو جا کر دیکھ لیں---

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹے، لوٹے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! آج جب میں ہاؤس میں آ رہا تھا تو میرا خیال تھا کہ جو چودھری شجاعت صاحب کو چھوڑ کر گئے ہیں وہ آج ہاؤس میں نہیں آئیں گے اور مسلم لیگ (ن) کے میرے وہ بھائی، میں جب بھی تقریر کروں گا میں آپ کو یہ ensure کراتا ہوں، آپ جتنی مرضی مجھ پر تنقید کر لیں لیکن جنہوں نے ہمارے ساتھ جدوجہد کی ہے، جب میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف صاحب معافی مانگ کر جدہ گئے ان کے جانے کے بعد جن دوستوں نے میرے ساتھ جدوجہد کی ہے میں ان کو سلام کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ میں رانا ثناء اللہ کو جس نے میرے ساتھ جدوجہد کی ہے سلام کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ پاکستان میں رہ کر مشرف کے خلاف جو ہمارے شانہ بشانہ رہے ہیں، میرے مسلم لیگ (ن) کے بھائیو اور معزز ممبران! انشاء اللہ تعالیٰ میری زبان سے آپ کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں نکلے گا۔ میں آپ کا احترام کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سیاسی لوگ جب وہ اپوزیشن میں جاتے ہیں تو ان کو دبانے کے لئے کئی ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں۔ میری یہ تیسری اپوزیشن ہے۔۔۔

ایک معزز ممبر: یہ آخری اپوزیشن ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): یہ وقت بتائے گا کہ رسوا ہونے والوں کی آخری ہے یا سرخرو ہونے والوں کی آخری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس کرسی پر آپ تشریف فرما ہیں اس سے پہلے ہمارے فیصل آباد کے افضل ساہی صاحب سپیکر تھے۔ انہوں نے اپنے حلقے میں تاریخی کام کروائے لیکن پھر بھی وہ دوبارہ یہاں نہ آ سکے۔ ہم ترقیاتی کام، نالی اور گلی کی سیاست والے لوگ نہیں ہیں بلکہ ہم نظریاتی لوگ ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے قائد ذوالفقار علی بھٹو شہید اور محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے اس ملک کے لئے اپنی جان کی قربانی دی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم عوام میں اس وقت سرخرو ہیں۔ ہم جب سٹیج پر کھڑے ہوتے ہیں تو ہمیں کسی قسم کی کوئی شرمندگی نہیں ہوتی۔ جس دن ہم علیحدہ ہوئے ہیں چیف منسٹر پنجاب ڈاکٹر توقیر نے ہمارے ترقیاتی فنڈز روک دیئے جبکہ وہاں کام ہو رہے تھے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

جو سکیمیں ہماری جاری تھیں وہ روک دیں۔ جن سکیموں پر تیس لاکھ روپیہ لگ چکا ہے اور ان سکیموں نے بیس لاکھ روپے لگ کر مکمل ہونا ہے وہ سکیمیں چیف منسٹر ڈاکٹر توقیر نے روک دی ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

بچیوں کے سکول، بیٹیوں کے سکول، بچوں کے سکول اور مریضوں کے لئے ہسپتال روک دیئے۔ماشاء اللہ یہ سب کام کرنے اور ان سب کو روکنے پر آپ سب کو اور وزیر اعلیٰ ڈاکٹر توقیر کو مبارک ہو۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر!اس کا ایک اور بھی پہلو ہے کہ جو اپنا حق نہ لے سکے وہ کمزور ہوتا ہے۔ ہم تو جناب!کمزور نہیں ہیں۔ ہم چاہیں گے تو ہاؤس چلے گا، ہم نہیں چاہیں گے تو نہیں چلے گا۔(نعرہ ہائے تحسین) میرے بھائی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں اور میں ان کا احترام کرتا ہوں۔اگر جمعرات والے دن تک جو ہمارے ترقیاتی کام، باقی ہم کچھ نہیں مانگتے لیکن جو ہمارے ترقیاتی کام بند کئے گئے ہیں اگر وہ جمعرات تک شروع نہ ہوئے تو جمعہ کو دما دم مست قلندر کے لئے تیار ہو کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "نعرہ بھٹو، جئے بھٹو"
اور راجہ صاحب قدم بڑھاؤ، ہم تمہارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میاں شہباز شریف صاحب نے دو جگہوں سے الیکشن لڑنا تھا، ایک راولپنڈی سے اور دوسرا بھکر۔ راولپنڈی والا الیکشن کسی وجہ سے نہ ہو سکا اور میاں شہباز شریف صاحب منتخب ہو گئے بھکر سے۔اس ملک کے کچھ لوگ اس کیس کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں، یہ کیس ان کو مل نہیں رہا۔ میں ان کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ یہ میاں شہباز شریف صاحب کا کیس ہے جس میں پہلے وہ بھکر سے منتخب ہوئے، اس کے بعد وہ چیف منسٹر بنے، اس کے بعد وہ راولپنڈی سے ایم پی اے بنے۔ جس دن وہ ایم پی اے بنے ان کی بھکر والی سیٹ ختم ہو گئی ہے اور اب وہ وزیر اعلیٰ نہیں ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جن کو سمجھ نہیں آتی یا جن کو یہ کیس نہیں مل رہا یا جن کی آنکھوں پر کالی پٹی بندھی ہے میں ان کو بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "stay خارج کرو" کی نعرہ بازی)

جس دن میاں شہباز شریف صاحب راولپنڈی سے elect ہوئے اور نوٹیفکیشن ہو گیا اس دن سے ان کی بھکر کی سیٹ ختم ہو گئی ہے، اس وقت اگر آئینی طور پر عدالت فیصلہ کر دے تو وہ صوبے کے سربراہ نہیں اسی لئے انہوں نے ڈاکٹر توقیر کو چیف منسٹر بنایا ہوا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "stay خارج کرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! ظلم خدا کا دیکھیں کہ دیدار شاہ چیئرمین نیب پاکستان پیپلز پارٹی نے لگایا۔ اب چودھری نثار صاحب کو اس پر بڑا اعتراض ہے اور انہوں نے کل بڑی ایک دھواں دھار پریس کانفرنس بھی کی ہے۔ یہ میرے پاس petition ہے جو میاں نواز شریف کی طرف سے دائر ہوئی ہے اور اس میں واضح لکھا ہوا ہے کہ:

> When earlier hearing of the instant appeal was taking place, Mr. Justice Dedar Hussain Shah was Chief Justice Sindh and at that time no such problem…

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جئے بھٹو اور جاگو عدلیہ جاگو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! جس جج کی میاں نواز شریف صاحب تعریف کر رہے ہیں، جنرل چودھری نثار صاحب اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جنرل چودھری نثار صاحب نے ہی میاں نواز شریف صاحب سے جنرل مشرف کو آرمی چیف لگوایا تھا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ڈرامہ ہے، ڈرامہ ہے چودھری نثار ڈرامہ ہے" کی نعرہ بازی)

اور جنرل نثار صاحب ایک دفعہ پھر یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت derail ہو، کچھ لوگوں کو جدہ جانا پڑے اور شاید میں وزیراعظم بن جاؤں تو یہ کبھی نہیں ہو گا، کبھی نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! جو صوبہ کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے اس کے کندھوں پر پورے صوبے کے مسائل کے حوالے سے بے انتہا ذمہ داری ہوتی ہے۔ پورا صوبہ چیف ایگزیکٹو کے رحم وکرم پر ہوتا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر پورا صوبہ ترقی کی طرف جائے تو اس کو قائد ایوان کی کامیابی سمجھی جاتی ہے مگر ہمارا صوبہ جس طرف آج کل جا رہا ہے تو وہ اس کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم اتنی بُری طرح ناکام ہوئی کہ آج تمام ذمہ دار لوگ اس کا نام لیتے ہوئے شرمندہ ہوتے ہیں۔ چیف منسٹر پنجاب کو تین سال ہو گئے ہیں، میری خواہش ہو گی اگر وہ اپنی بے عزتی نہ محسوس کریں، اگر وہ اس ہاؤس کی عزت کرتے ہیں، اگر وہ آٹھ کروڑ عوام کی عزت کرتے ہیں

اور اگر اس ہاؤس کا ان کی نگاہ میں کوئی مقام ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ کوئی ایک میگا پراجیکٹ جو کامیاب ہوا ہو بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب دوبارہ وزیر بننے کے چکر میں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس میرے بھائی نے آواز کسی ہے میں ان کی عقل کو سلام پیش کرتا ہوں۔

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب personal ہو رہے ہیں اور کسی کا بار بار نام لینا یہ ان کی کم عقلی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹے لوٹے" کی نعرہ بازی)

CHAUDHARY SHAUKAT MAHMOOD BASRA (ADVOCATE): I am on a point of order.

جناب سپیکر: پلیز آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ پھر کچھ ہو گا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لوٹے، لوٹے" اور "لوٹے ٹھاہ" کی نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے یہ بات کی تھی کہ میرے جس بھائی نے یہ فقرہ کسا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"غنڈہ گردی کی سرکار، نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please. Order please.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
چودھری نثار، ملک کا غدار" کی نعرہ بازی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: اُن کو بات کرنے دیں۔ Carry on please.

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لوٹوں سے ہماری سرکار، نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ برائے نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ تک کے لئے ملتوی کی گئی)

(نمازِ مغرب کے وقفہ کے بعد 6 بج کر 55 منٹ پر جناب سپیکر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ابھی نمازِ مغرب کے وقفہ کے دوران اسمبلی بلڈنگ کے باہر اسمبلی احاطہ میں ناقص سکیورٹی انتظامات کی وجہ سے ایک واقعہ ہوا ہے جس میں "دُنیا" ٹی وی کا نمائندہ گولی لگنے سے زخمی ہو گیا ہے۔ ہم اپنے صحافی بھائیوں سے اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں اور ایوان سے پانچ منٹ کے لئے احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزبِ اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: میں نے پہلے ہی ایس ایس پی صاحب کو کہہ دیا ہے وہ اس واقعہ کی انکوائری کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی اُن کے ساتھ ہمدردی ہے اور مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ صحافی بھائی بھی واک آؤٹ کر گئے ہیں تو چودھری عبدالغفور، جناب آصف منظور موہل، خواجہ محمد اسلام اور جناب خلیل طاہر سندھو صحافی بھائیوں کے پاس جائیں اور اُنہیں منا کر واپس ایوان میں لے آئیں کیونکہ ہم سب کی ہمدردیاں اُن کے ساتھ ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایک معزز صحافی کو فائر لگا ہے تو اس میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہوائی فائرنگ کا کوئی چھرہ یا فائر تھا جو اوپر سے آ کر لگا ہے۔ اس واقعہ میں جو صحافی زخمی ہوئے ہیں تو ڈپٹی سپیکر رانا مشہود صاحب گئے تھے جو ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کر کے آئے ہیں۔ اس واقعہ کی انکوائری بھی کرائی جائے گی اور اس میں کوئی

intentional بات پائی گئی تو جو بھی ملزم ہو گا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اس کے علاوہ زخمی ہونے والے صحافی کے مکمل علاج معالجہ کا خرچہ حکومت برداشت کرے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ جس توجہ کے ساتھ آپ میری گزارشات کو سن رہے ہیں میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج ابھی ایک واقعہ ہوا ہے کہ ایک صحافی کو گولی لگی ہے جو دنیا چینل کا کیمرہ مین ہے۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ پرسوں اس معزز ہاؤس میں پی ٹی وی کے کیمرہ مین کو get out اور دفع ہو جاؤ کہہ کر ہاؤس سے نکالا گیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! صحافی بھائیوں نے بائیکاٹ کیا ہے۔ ہم اپوزیشن کی تمام جماعتیں ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کا اعلان کرتی ہیں۔ تین سال میں یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ اس ہاؤس کے قائد ایوان کو مثبت تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ دو دنوں میں دو واقعات ہو چکے ہیں ایک اس معزز ہاؤس سے پی ٹی وی کے نمائندے کو دفع ہو جاؤ کہا گیا اور آج ایک صحافی کو گولی لگی ہے جبکہ یہاں سکیورٹی کے پورے انتظامات تھے۔ یہ یقیناً ایک سازش اور threat ہے۔ ہماری باتیں صحافی بھائی پوری قوم تک پہنچا رہے ہیں یہ ان کو روکنے کی ایک سازش ہے۔ میں یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس سے اگلا مرحلہ یہ ہو گا کہ یہ اپوزیشن کے ارکان پر بھی حملے کرائیں گے اور انھیں بھی ڈرانے کی کوشش کی جائے گی تاکہ مغل بادشاہ اور تخت لاہور کے خلاف کوئی آواز نہ کھول سکے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

یہ بات درست ہے کہ جب مغل بادشاہت تھی تو کسی میں یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اپنی زبان کھول سکے لیکن میں ڈاکٹر توقیر کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ مغلیہ دور نہیں ہے بلکہ اس وقت ہم اللہ کے فضل و کرم سے 2011 میں داخل ہو چکے ہیں اور اس وقت تمام صوبوں اور وفاق میں جمہوری حکومتیں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی وجہ سے کام کر رہی ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"زندہ ہے بی بی، زندہ ہے بی بی" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! اب 2011 کی اس جمہوری حکومت میں، میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ضیاء الحق سے ڈرے، اسے اس کرسی پر بٹھایا، پرویز مشرف سے ڈرے اور نہ ہی کسی سے ڈریں گے۔ آپ کو آج بھی اس کرسی میں سے ضیاء کے بدبودار کپڑوں اور پسینے کی بو آ رہی ہو گی۔ آپ ہمیں جیلوں میں بند کریں، کوڑے ماریں بلکہ ہم تو شاہی قلعہ کی جیل کو بھی خوش آمدید کہیں گے اور وہاں بھی جا کر شکرانے کے نوافل ادا کریں گے کہ ان حکمرانوں کے خلاف ہم نے حق کی آواز بلند کی ہے۔ میاں شہباز شریف صاحب جب پہلی دفعہ وزیر اعلیٰ بنے تو صرف دس لوگوں کی اپوزیشن تھی۔ اس دفعہ وزیر اعلیٰ بنے تو مسلم لیگ (ق) کے چوزے چوری کرنے کے بعد ایک چھوٹی سی اپوزیشن تھی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

اس اپوزیشن نے چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی قیادت میں تین سال اپنا بھرپور کردار ادا کیا لیکن میں میاں شہباز شریف صاحب سے یہ کہوں گا کہ اب یہاں پر ڈیڑھ سو لوگوں اور اُن لوگوں کی اپوزیشن ہے جو ضیاء الحق سے ڈرے نہ مشرف سے ڈرے اس لئے میری آپ سے گزارش ہو گی کہ ہمیں دبانے کی کوشش نہ کرنا۔ اگر ہمیں دبانے کی کوشش کی گئی تو پھر یہ ہاؤس چلے گا اور نہ اس صوبے کا انتظام چلے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ایہہ کی رولا پے گیا لوٹا چور لے گیا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! کوئی بھی چیف ایگزیکٹو/وزیر اعلیٰ ہو اُس کو اپنی ایک سیاسی ٹیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں میاں شہباز شریف سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ صوبہ پنجاب میں پینتیس وزیر ہوں گے جو صوبہ پنجاب کی حکومت میں وزیر اعلیٰ کی ٹیم کا حصہ ہوں گے لہذا فوری طور پر وہ اپنی ٹیم مکمل کریں، نئے وزیر بنائیں اور لسٹ بھیجیں ہم ایک گھنٹے میں گورنر سے حلف کروالیں گے۔ کسی جگہ یہ نہیں لکھا ہوا کہ جب اجلاس چل رہا ہو تو وزیر حلف نہیں اٹھا سکتے۔ میاں شہباز شریف اپنی لسٹ مکمل کرائیں اور آپ معزز بھائیوں کو میں وزیر بننے کے لئے ایک راستہ بتاتا ہوں کہ ڈاکٹر توقیر کی سفارش کرا لیں۔ میں یہ چیلنج سے کہتا ہوں کہ ڈاکٹر توقیر اگر دل سے اِن کی سفارش کرے گا تو پینتیس کی جگہ پچاس

وزیر بھی بنانے پڑے تو میاں محمد شہباز شریف ضرور بنائے گا اور اُس کی support حاصل کرنے کے کئی طریقے ہیں آپ جو مرضی طریقہ استعمال کر لیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب ہم وزیر بنے تھے تب ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ task forces بنائی جائیں۔ اُن task forces کو جو ناکامی ہوئی وہ سب کے سامنے ہے۔ وزیروں کی بات کوئی نہیں سنتا تھا۔ آپ ظلم کی انتہا دیکھیں کہ محکمے کی میٹنگ سیکرٹری کے ساتھ وزیر اعلیٰ لے رہا ہے لیکن اُس میں متعلقہ وزیر کو نہیں بلایا جا رہا۔ (شیم، شیم)

مثال کے طور پر میرے پاس اریگیشن ڈیپارٹمنٹ تھا اور کئی دفعہ یہ ہوا کہ مجھے پتا چلتا کہ 7۔کلب پر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی میٹنگ ہو گئی ہے جس میں وزیر اعلیٰ اور سیکرٹری تھے لیکن مجھے بلایا ہی نہیں گیا۔ یہی کچھ (ن) لیگ والوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ میں ثابت کر دیتا ہوں کہ اگر (ن) لیگ کے وزراء کے ساتھ ایسا نہ ہوتا ہو تو جو سزا یہ ہاؤس میرے لئے مقرر کرے میں وہ برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے بھائی کہتے ہیں کہ آپ کو وزارتوں کا بڑا شوق ہے تو کیا یہ وزارت ہوتی ہے؟ میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اس دَور میں وزیر بن کر جتنی شرمندگی وزراء اٹھا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ (شیم، شیم)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ہائے وزیرو، ہائے وزیرو" اور "ہائے وزیرو میں لٹی گئی" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ میڈیا نے بائیکاٹ کیا ہے اس حوالے سے آپ کمیٹی تشکیل دیں جو میڈیا کے ساتھ جا کر مذاکرات کرے تب تک میں انتظار کر لیتا ہوں۔ کمیٹی بنی ضروری ہے کیونکہ میڈیا بائیکاٹ پر ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹے لوٹے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: راجہ صاحب! صحافیوں کے ساتھ مذاکرات کے لئے چار معزز ممبران کی کمیٹی بناتے ہیں اس کے لئے آپ اپنے دو ساتھیوں کے نام دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شوکت بسراء اور سید حسن مرتضیٰ کے نام ہیں۔

جناب سپیکر: حزب اقتدار کی طرف سے چودھری عبدالغفور خان اور ملک ندیم کامران صاحبان جبکہ حزب اختلاف کی طرف سے شوکت بسراء اور سید حسن مرتضیٰ صاحبان صحافیوں کو منانے کے لئے جائیں اور ہم اس معاملے کی مکمل تحقیق کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "میڈیا کو واپس لاؤ"
اور "لاٹھی، گولی کی سرکار نہیں چلے گی، نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کی طرف سے میڈیا کے ساتھ مذاکرات کے لئے بنائی جانے
والی کمیٹی کے معزز ممبران صحافیوں سے بات چیت کرنے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے میڈیا کو منانے کے لئے کمیٹی تشکیل دی ہے۔ پیپلز پارٹی کے ایک ایم پی اے کے پاس ایک آدمی آیا کہ آپ کی پارٹی کے وزیر ہیں تو ایس ڈی او کا تبادلہ کروانا ہے تو ایم پی اے نے کہا کہ ہماری اپنی پارٹی کے وزیر ہیں تو اس کے پاس چلتے ہیں۔ وزیر بننے کے خواہش مند ایم پی ایز صرف اتنی بات سن لیں کہ "ایس ڈی او نے ہمارے ایم پی اے سے کہا کہ ان کے پاس نہیں جانا کیونکہ اگر ان کے پاس گئے تو میرا کام نہیں ہونا بلکہ وہ مجھے معطل کر دیں گے"۔ حیران کن بات بتاتا ہوں اور میں پورے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کے محکموں کے ماتحت بھی یہی الفاظ کہتے ہیں۔ (شیم، شیم)

یہاں پر مسلم لیگ (ن) کا کوئی ایم پی اے کام لے کر جائے تو ڈاکٹر توقیر اس میں 1600 نقص نکالتے ہیں کہ یہ آدمی میرٹ پر نہیں آتا اور یہ جونیئر ہے، یہ corrupt ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے قائد حزب اختلاف سے مشورہ کرنے کے بعد ایک مشترکہ کمیٹی میڈیا کے نمائندوں کے ساتھ بات کرنے کے لئے باہر بھیجی تھی کہ وہ بائیکاٹ ختم کر دیں تو صحافی بھائیوں کا argument یہ ہے کہ اگر کسی معزز ممبر کے ساتھ یہ واقعہ پیش آتا تو کیا آپ اسی طرح سے House چلاتے رہتے اور اس کے بعد کمیٹی بھیج کر لوگوں کو اندر لاتے؟ انہوں نے کہا ہے کہ آپ اجلاس کو دس منٹ کے لئے adjourn کر کے ہمارے پاس اظہار ہمدردی کے لئے تشریف لائیں تو ہم اس کے بعد بائیکاٹ ختم کر دیں گے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں "میڈیا کو واپس لاؤ، میڈیا کو واپس لاؤ" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: کتنے منٹ کے لئے کہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! صحافی بھائیوں کا مطالبہ ہے کہ دس منٹ کے لئے اجلاس adjourn کیا جائے۔

جناب سپیکر: اجلاس 10 منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر میڈیا کے حق میں 10 منٹ کے لئے معزز ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(10 منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 7 بج کر 54 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے صحافی حضرات کا بائیکاٹ ختم کر کے اُنہیں واپس لانے کے لئے ایک کمیٹی بھجوائی تھی۔ اُس کمیٹی سے مذاکرات کے بعد ان کا یہ مطالبہ سامنے آیا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے ہاؤس کو کچھ دیر کے لئے adjourn کریں تو پھر آپ نے دس منٹ کے لئے ہاؤس adjourn کیا اس کے بعد پھر اپوزیشن اور ٹریژری بنچوں سے تمام معزز ممبران وہاں گئے اور صحافیوں کے کیمپ میں جا کر ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا۔ ان کا ایک مطالبہ یہ تھا کہ آپ آج کے اجلاس کی بقیہ کارروائی adjourn فرما دیں اور دوسرا یہ ہے کہ اس وقوعہ کا مقدمہ درج کیا جائے اور اس کی میرٹ پر تفتیش کی جائے۔ میں نے ایس پی سول لائنز کو اپنے آفس میں بلوایا ہے اور ابھی ان صحافی بھائیوں سے جو وہ اس وقوعہ سے متعلق درخواست دیں گے اس کا مقدمہ درج کر لیا جائے گا اور میں اس معزز ایوان کو اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کی میرٹ پر تفتیش ہو گی اور اس سلسلے میں اگر کسی قسم کا کوئی security lapse پایا گیا یا کوئی ذمہ دار پایا گیا تو اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! ان کا جو دوسرا مطالبہ تھا اس کے پیش نظر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آج کا اجلاس کل تک کے لئے adjourn کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، صحافی بھائیوں سے ہمدردی کے طور پر ہم آج کے اجلاس کو کل مورخہ 15-مارچ 2011 صبح دس بجے تک کے لئے adjourn کرتے ہیں۔